مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور معارف القرآن

سلمان محمود
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract

Any other Tafseer might not have got such fame & popularity in the era of Tafaseer which Tafseer Maharuf Ul Qur'an (Kandhluwee) has got. This Tafseer is the result of throughout hardworking of Maulana Owais Kandhluwee (Late). And it is full of deep researches and arguments. In many places, Maula has rather presented these subject matters in detail. The most important aspect of this Tafseer is that Philosphical arguments have also been written in it along with (Fiqahi) arguments according to the soul of Maulana Owais Kandhluwee (Late).

From the beginning of the holy Qur'an till the end of Surah e Yaseen, everything has been written by Maulana Owais Kandhluwee (Late).

From Surah e Sof'aat till the end of holy Qur'an has been written by his studeous and learned son, Maulana Malik Kandhluwee (Late).

نام و نسب

مولانا محمد ادریس کاندھلوی صدیقی النسب ہیں۔ جبکہ آپ کی والدہ فاروقی النسب ہیں۔ سلسلہ نسب حضرت صدیق اکبرؓ تک بلا فصل موجود ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ بمطابق ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء ہوئی۔آپ کا وطن اگرچہ کاندھلہ تھا لیکن پیدائش بھوپال کی ہے جہاں آپ کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔نو برس کی عمر میں ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں قرآن مجید حفظ مکمل کیا۔ابتدائی تعلیم مدرسہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں مولانا تھانوی کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی۔پھر مظاہر العلوم سہارنپور آ گئے اور تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد اور دیگر مروجہ علوم وفنون کی کتب مروجہ پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل کر لی۔پھر دوبارہ سے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف کو دوبارہ پڑھا۔

فراغت کے بعد مولانا مفتی عنایت اللہ کے مدرسے سے منسلک ہو گئے جس کا نام مدرسہ امینیہ دہلی تھا۔۱۹۲۲ء میں مدرسہ امینیہ سے دارالعلوم دیوبند آ گئے اور شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہو گئے۔۱۹۲۹ء تک دارالعلوم سے منسلک رہے۔پھر حیدرآباد (ہند) چلے گئے۔۱۹۳۹ء میں دارالعلوم دوبارہ آنے کی پیشکش ہوئی جو قبول کر کے چلے آئے۔یہ ایک کڑی آزمائش تھی کیونکہ حیدرآباد میں ڈھائی سو روپیہ ماہوار پر ملازم تھے اور دارالعلوم میں صرف ستر روپیہ ماہوار پر راضی ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد جامعہ عباسیہ بہاول پور کی دعوت پر ۴ دسمبر ۱۹۴۹ء میں پاکستان آ گئے۔کچھ عرصہ گزارنے کے بعد مفتی محمد حسن کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ لاہور چلے آئے۔اور تادم آخر اسی سے منسلک رہے۔

ایشیا میں ترجمہ وتفسیر کے زاویہ نگاہ

جنوبی ایشیا میں تفسیری رجحانات کا آغاز تو درحقیقت شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ قرآن سے ہو گیا تھا۔اور یہ سلسلہ شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین کے اردو تراجم سے شروع ہوا اور پھر اس سلسلے کو اردو تفاسیر سے مزید وسعت ملی۔اور پھر اردو ترجمہ قرآن کے بعد اردو تفاسیر کی دور کا آغاز ہوتا ہے۔جس میں مکمل تفاسیر میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بیان القرآن مولانا عبدالحق دہلوی کی فتح المنان اور علامہ عثمانی کے "فوائد عثمانی" شامل ہیں۔یہ وہ سلسلہ تھا جو کہ قرآن مجید کے ترجمہ وتفاسیر میں اسلاف کی باتوں پر عمل پیرا تھا۔اور ان حضرات کی کوشش ہوتی تھی کہ قرآن مجید اور اسکی آیات کی اس انداز میں تعبیر وتشریح کریں کہ جو امت کے مجموعی مزاج ومذاق کے سراسر خلاف نہ ہو۔

جبکہ دوسرے سلسلے سے ایک میلان تفسیر مولانا نے بہت لطیف پیرائے میں یوں بیان کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

"ان آزاد مفسروں کی ہمہ تن یہ کوشش ہوتی ہے کہ الفاظ تو عربی ہوں اور معنی مغربی ہوں"۔(۱)

ملحدین کے باطل خیالات کو قرآن کے نام سے مسلمانوں میں پھیلانے والے اس گروہ کو "آزاد منش" عنوان سے تعبیر کیا ہے۔یہاں اگرچہ کسی تفسیر یا مولف کا نام تو نہیں لیا گیا لیکن تعبیر والفاظ اور فحوائے کلام اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ مولانا کا اشارہ سید احمد خان اور ابو الکلام آزاد اور اس طبقہ کے دوسرے مفسرین کی طرف ہے۔

برصغیر کے ان تفسیری میلانات کے ساتھ مولانا نے اپنی تفسیر کی دو وجوہ تالیف ذکر کی ہیں۔

وجہ اول

صحیح ترجمہ اور مختصر وجامع تفسیر کی منزل کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ بیان القرآن کے طرز پر ایک ایسی بسوط تفسیر

لکھی جائے جو سلف صالحین مسلک سے ذرہ بھی ہٹی ہوئی نہ ہو عہد صحابہ و تابعین سے آج تک راسخین فی العلم نے قرآن کریم کی جو توضیحات بیان کی ہیں انہیں ایک امانت سمجھتے ہوئے مسلمانوں تک پہنچا دیا جائے اور اپنی رائے کو اس میں کوئی دخل نہ ہو۔

وجہ ثانی

متجددین و مفسرین کے روپ میں آزاد منش گروہ جو فتنہ و فساد مسلمانوں میں پھیلا رہا ہے اس فتنہ و فساد سے مسلمانوں کو متنبہ اور محفوظ کیا جائے۔(۲)

زمانہ تالیف

اس تفسیر کی تالیف کا آغاز ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان ایک علیحدہ مملکت کیلئے بھرپور جدوجہد کر رہے ہیں اور دوسری جانب ابوالکلام آزاد اپنی تفسیر میں قومی وحدت کا تصور اجاگر کرنے کی کوشش میں ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آ جانے کے بعد مولانا پاکستان ہجرت کر آئے۔

ملکی حالات اور سفری مشکلات کی وجہ سے تفسیر کی تالیف کا کام معرض التواء میں رہا اور ۱۰ جمادی الاولی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء یعنی پندرہ سال کے عرصے میں مولانا نے صرف سورۃ الفاتحہ و بقرۃ کی تفسیر لکھی۔ ۲۷ صفر ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کو مولانا سورۃ صافات کی آخری آیات کی تفسیر لکھ پائے۔ اور پھر اس کے بعد شدید علالت کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ مولانا اس سے آگے تفسیر نہ لکھ سکے۔ تا آنکہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور پھر آپ کے ہونہار فرزند مولانا عبدالمالک نے بقیہ تفسیر مکمل کی۔ اس طرح معارف القرآن کی شکل میں موجود علمی و تفسیری ذخیرہ مولانا کی تقریباً ۳۴ سال کی تحقیق و محنت کا نچوڑ ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ معارف القرآن آپ کی ساری زندگی کے علمی مطالعہ اور تحقیقی ذوق کا بہترین نمونہ ہے۔(۳)

اہم تفسیری خصوصیات

مولانا نے وجہ تالیف میں ایک خصوصی قسم کی تفسیر کی ضرورت کا ذکر کیا جس کی درج ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں۔

۱۔ مطالب قرآنیہ کی توضیح و تشریح کے ساتھ ربط آیات کا بیان۔
۲۔ قدرے احادیث صحیحہ اقوال صحابہ و تابعین پر مشتمل ہو۔
۳۔ بقدر ضرورت لطائف و معارف بھی شامل ہوں۔
۴۔ مسائل مشکلہ کی صحیح تحقیقات پیش کی گئی ہوں۔
۵۔ ملاحدہ اور زنادقہ کے شکوک و شبہات کی تردید کی گئی ہو اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہوں۔
۶۔ سلف صالحین کے مسلک اور ان کے نظریات سے سر مو انحراف نہ ہو۔
۷۔ اپنی رائے کو ذرہ برابر دخل نہ ہو۔(۴)

تفسیر کی نوعیت

مولانا کی تفسیر کا مطالعہ کرنے والے ہر سلیم الفطرت انسان کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مولانا کی تفسیر کو "تفسیر

ماثور" شمار کیا جائے۔ یہ تمام تر اقوال صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کے آثار پر مشتمل ہے۔

آج تو حال یہ ہے کہ لوگ چند دینی رسائل کیا دیکھ لیتے ہیں ان کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتا ہے اور بزعم خود وہ یہ دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ قرآن و حدیث فقہ و اجتہاد کو آج تک کسی نے صحیح سمجھا ہی نہیں۔ کسی کا دعویٰ ہے کہ مجھے سلف کی تفاسیر سے کوئی تسلی بخش مواد نہیں ملا' کوئی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ تمام غیر صاحب تفاسیر مقبول عام ہیں۔ اور اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ تفاسیر میں کوئی نا کوئی ندرت اور نئی بات ایسی شامل کر لی جائے جو کہ گزشتہ کسی تفسیر ماثور میں نہ ہو۔ اس چکر میں اکثر انسان حد اعتدال کو پیچھے چھوڑ آتے ہیں۔

جس طرح مختلف علوم میں مہارت ضروری ہے اسی طرح علم تفسیر میں مہارت کے ساتھ تقویٰ و طہارت' پاکیزہ خیالات اور نیک اعمال کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ تمام باتیں تواضع ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔

بنیادی مصادر تفسیر

مولانا کاندھلوی اس تفسیر کا سب سے اہم مصدر و ماخذ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ قرآن کریم ہے۔ اگرچہ اس میں استعمال شدہ بہت سے الفاظ اب متروک ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس ترجمہ کی افادیت اپنی جگہ آج بھی مسلم ہے۔ اور اس ترجمہ میں سلاست بے ساختگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ جو کہ قاری کو عطی معلوم ہوتی ہے۔

تفسیر قرآن میں سب سے اہم ماخذ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی بیان القرآن ہے۔ مولانا نے متن آیت اور شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کے بعد ایک توضیحی ترجمہ بھی دیا ہے۔ جس میں درمیان میں مولانا وضاحت بھی کرتے ہیں۔ اور جو الفاظ آیت کے ترجمہ کا حصہ ہوتے ہیں انہیں خط کشیدہ کر دیا جاتا ہے۔ مولانا کے ان خط کشیدہ الفاظ اور بیان القرآن کے ترجمہ کے الفاظ دونوں کو سامنے رکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولانا نے اسی کو بنیاد بنا کر کچھ لفظی تبدیلیاں کر کے اس کو مزید آسان بنا دیا ہے۔ جیسے مولانا عبدالماجد دریاآبادی نے بھی مولانا کی بیان القرآن کو بنیاد بنا کر ترجمہ و تفسیر کی ہے۔(۵)

انداز تحریر

متن آیت اور ساتھ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ ایک مضمون کی چند آیات منتخب کر کے ان کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ ترجمے کے بعد ایک توضیحی ترجمہ دیا جاتا ہے' جس میں مولانا کی طرف سے توضیحی الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں۔ الفاظ ترجمے کو توضیحی الفاظ سے نمایاں کرنے کے لئے ان کو خط کشیدہ کر دیا جاتا ہے۔

لطائف و معارف حضرت آدم کا واقعہ

احادیث صحیح آثار صحابہ و تابعین پر مشتمل ہونے کے علاوہ لطائف و معارف کے عنوان سے بعض بہت دقیق و لطیف تفسیری نکات بیان ہوتے ہیں۔ مثلاً سورۃ بقرہ میں جہاں حضرت آدم کی خلافت ان کے جنت میں رہنے' پھل کھانے اور پھر جنت سے نکالنے کا واقعہ منقول ہے۔ اس واقعہ کی مختصر تفسیر کے بعد مولانا نے ایک عنوان قائم کیا۔ فوائد منضبطہ از قصہ آدم علی نبینا و علیہ السلام' تحریر کیا اور اس واقعے کے تحت لطیف نکات بیان فرمائے جو کہ اس واقعہ کی تشریح کرتے ہیں۔(۶)

حفاظت قرآن کریم

سورۃ الحجر کی ایک آیت میں حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے حفاظت قرآن کا اعلان کیا گیا مولانا نے اس آیت کی تفسیر بڑی شرح وبسط کے ساتھ فرمائی ہے۔ اور اس ضمن میں اہل تشیع بعض نظریات کی عقلی اور نقلی دلائل سے تردید کی ہے۔

مشورہ، مفہوم وحقیقت

سورہ آل عمران کے آیت میں حق تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے ﷺ کو ہدایت کی گئی وشاورہم فی الامر (۸)(اہم معاملات میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کرو) مشورے کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس کے فوائد کیا ہیں اور مشورہ دینے کی اہلیت کن لوگوں میں ہے۔ مولانا نے ان سوالات کے جوابات بڑے احسن پیرائے میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے دیئے ہیں۔

محکم ومتشابہ

سورۃ آل عمران کی آیت منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشابہات۔(۷) کی تفسیر میں محکم ومتشابہ کی وضاحت لطائف ومعارف کے عنوان سے بیان کی ہے۔

فقہی مسائل پر بحث

تفسیر معارف القرآن فقہی تفسیر ہے اور نہ ہی احکام القرآن کے طرز پر لکھی جانے والی کتب کے انداز میں مرتب کی گئی ہے۔ لیکن جہاں کسی آیت کا تقاضا ہوا مولانا نے مسائل فقہیہ، اصول فقہ اور اجتہاد کے مسائل پر عمدہ بحث کی ہے۔ مولانا مسلک حنفیہ کے بڑے زبردست پیروکار تھے اور مسائل فقہیہ میں بھی مولانا نے ابوحنیفہؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ ان کی اپنی رائے کے حق میں مولانا نے دلائل دیئے ہیں۔ لیکن دیگر ائمہ کی آراء کو نا صرف نقل کیا ہے بلکہ اس کے مقام ومرتبہ اور احترام واکرام کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے۔ کسی کی رائے یا اس سے اختلاف اپنی جگہ لیکن عزت واحترام کا لحاظ رکھنا یہ علماء کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ بات علماء کے شایان شان نہیں کہ وہ جوش مخالفت میں دوسرے فریق کے متعلق غیر علمی انداز میں گفتگو کریں یا کسی بھی درجہ میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔ اپنی کتاب میں مولانا نے مختلف فقہی مسائل پر علمی بحث کی ہے۔

سورۃ اعراف میں جہاں حضرت آدم کا واقعہ نقل کیا گیا ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تخلیق کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں تمام ملائکہ نے اللہ کے اس حکم پر سر تسلیم خم کیا اور سب کے سب سجدہ ریز ہوگئے لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ اس مقام پر مولانا نے سجدہ کے مفصل احکام بیان کئے ہیں۔

حجیت اجماع

مولانا نے معارف القرآن میں حجیت اجماع پر بھی مدلل بحث کی ہے۔ اجماع کی حجیت پر بعض مرفوع احادیث کے علاوہ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کا معمول نقل کیا ہے۔ مولانا نے اجماع کی حجیت ومن یتبع غیر سبیل المومنین سے ثابت کی ہے(۹)۔ اور فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ نے بھی اسی آیت سے اجماع کی حجیت ثابت کی ہے۔

مسئلہ ارتداد

اصول فقہ اور قانون اسلامی سے متعلق بحثوں میں مولانا نے مسئلہ ارتداد پر سب سے زیادہ مفصل بحث سورۃ مائدہ کی تفسیر میں ہے جس میں فتنہ ارتداد کا تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ پھر ارتداد کے مفہوم پر بحث کی گئی ہے۔ اور بعد ازاں مرتدین کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۲۱۷ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۸۶ سورۃ مائدۃ کی آیت نمبر ۵۵، ۵۴، سورۃ نحل کی آیت ۱۰۶ میں بھی بحث کی ہے۔

فتنہ ارتداد کے تاریخی پس منظر میں ان قوموں اور طبقات و قبائل کا ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری عہد اور عہد صدیقی کے ابتدائی دور میں یہ فتنہ لے کر اٹھے تھے۔ نبی ﷺ نے اور پھر صدیق اکبرؓ نے کس طرح اس فتنہ کی سرکوبی کی اس کو اختصار کے ساتھ تاریخی اور واقعی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔

سود کے احکام

سورۃ بقرۃ کی آیت ربا (۲۷۹) کے ضمن میں امام فخر الدین رازی کے حوالے سے بحث کی ہے۔ اس بحث میں سب سے پہلے بیع اور سود میں فرق بیان کیا ہے۔ سود کی اقسام اس کی حرام ہونے کی وجوہ بیان کی ہیں۔ اختصار کے باوجود یہ بڑی مدلل اور جامع بحث ہے۔

فقہی احکامات کا بیان

معارف القرآن میں مولانا نے جن فقہی مسائل پر قلم اٹھایا ہے انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ احکام طہارت و عبادت۔

۲۔ معاشرتی معاملات۔

۳۔ ممنوعات۔

مسائل فقہیہ میں اختلاف رائے میں ایک انداز تو وہ ہے جو فقہائے اربعہ کے درمیان کسی بات میں اختلاف کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ ایسے اختلافات کی صورت میں جیسے کہ پہلے بیان کیا گیا ہے مولانا نے امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس سلسلہ میں دلائل لاتے ہیں لیکن دیگر ائمہ کی رائے کا بھی احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ دوسرا انداز فرق باطلہ سے اختلاف کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ خصوصاً جب اہل تشیع سے کوئی اختلاف ہو تو اس صورت میں مولانا کا انداز استدلال بالکل مختلف ہو جاتا ہے۔ ایسے اختلاف کی صورت میں مولانا دیگر ائمہ کی آراء بھی نقل کرتے ہیں۔ اور دلائل کا انداز الزامی ہوتا ہے۔ بعض اوقات خود اہل تشیع کی کتب سے ان کا استدلال باطل قرار دیتے ہیں۔

طہارت و عبادات کے احکام

اسلام میں طہارت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ عبادات کیلئے طہارت کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ عبادات بدنیہ کیلئے بدن کی طہارت اور عبادات مالیہ کے لئے مال کی طہارت کا ہونا ضروری ہے۔

نماز کے احکام

عبادات میں سب سے زیادہ اولیت کا مقام نماز کو حاصل ہے۔فقہاء اپنی کتب فقہ میں مسائل نماز اور محدثین اپنی تالیفات میں احادیث صلوۃ کو سب سے پہلے بیان اور نقل کرتے ہیں۔مولانا نے بھی مختلف پہلوؤں سے نماز کے مسائل پر گفتگو کی ہے۔جن میں صلوۃ المسافر،مسئلہ قرآت نیز صلوۃ الخوف کے بارے میں بھی سیر حاصل بحث شامل ہے۔

زکوۃ کے احکام

نبی کریم ﷺ نے اسلام میں داخل ہونے والے کیلئے دو قسم کے تحفظات کا یقین دلایا ہے۔جان اور مال کی حفاظت (۱۰) لہذا مسلمانوں پر دو قسم کی عبادات متعین کی گئیں ہیں عبادات بدنیہ اور عبادات مالیہ۔نماز بدنی عبادتوں میں سے ایک اہم عبادت ہے۔اور زکوۃ عبادات مالیہ میں سے ایک اہم عبادت ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یقیمون الصلوۃ کے ساتھ یوتون الزکوۃ بھی آیا ہے۔

احکام مسائل زکوۃ میں دو چیزیں سب سے زیادہ اہمیت کی ہیں۔

(الف) مصارف زکوۃ۔زکوۃ کی رقم کس کس کو دیجا سکتی ہے اور کس کو نہیں؟۔

(ب) کس کیفیت کے ساتھ دی جائیگی؟شخصی تملیک کا کیا حکم ہے؟مولانا نے آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین.(الخ)(۱۱) کی تفسیر کے تحت میں ان دونوں مسائل پر بحث کی ہے۔

رمضان کے احکام

مسائل واحکام عبادات کے ضمن میں سورۃ بقرۃ کے آیات ۱۸۴ کی تفسیر کے ضمن میں روزہ کے مسائل واحکام کے ساتھ نزول قرآن میں صیام رمضان میں مناسبت بھی بیان کی ہے۔فدیہ صیام کے سلسلے میں علماء کا اختلاف بھی نقل کیا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس آیت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔دونوں آراء کے دلائل کا بھی ذکر کیا ہے۔اور ترجیح اس بات کو دی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔روزہ کے مسائل واحکام کے بعد سحر وافطار کے مسائل وفضائل نقل کئے ہیں۔اور آخر میں اعتکاف کے مسائل بیان کئے ہیں۔(۱۲)

زیارت بیت اللہ کے احکام

حج بیت اللہ اور کعبۃ اللہ الحرام کی زیارت سلسلہ عبادات میں آخری عبادت شمار کی جاتی ہے کہ ایک طرف تو یہ محبت وعشق الٰہی کی معراج کا اظہار ہے کہ بندہ دیوانہ وار برہنہ سر کفن بردوش اللہ کے گھر حاضر ہو جائے اور اس کے چکر لگائے کبھی صفا پر چڑھ جائے کبھی مروہ پر، کبھی میدان عرفات پر کی تپتی ریت پر کھڑا ہو جائے کبھی منیٰ کے مقام پر خیمہ زن ہو جائے۔یہ عشق ومحبت کی وادیاں ہیں۔جن میں پھر کر تکالیف برداشت کر کے انسان راحت وخوشی محسوس کرتا ہے۔

معارف القرآن اور کلامی مباحث

کلامی مباحث سے مراد وہ مباحث ہیں جن میں عقائد ،نظریات اور افکار وخیالات کی صحت پر قرآن وسنت اور عقلی دلائل

کی روشنی میں تحقیقات اور گفتگو کی جائے۔ ان کلامی مسائل میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے متعلق نبوت و رسالت کی حقانیت، ملائکہ کی تعریف ان کے احکام کی نوعیت، ایمان، اس کی تعریفات اور اس کی شرائط روز قیامت کے احوال اور اس کے متعلقات پر تحقیقات شامل ہوتی ہیں۔ ان مسائل میں بڑی احتیاط کے ساتھ قرآن حکیم کی آیات اور نبی ﷺ کی ارشادات کی بنیاد پر ہی عقائد و افکار کی بنیاد قائم ہونی چاہیے۔ محض عقل و خرد کے گھوڑے دوڑانے والوں نے اس میدان میں ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ معتزلہ اور غلاسفہ انہیں گروہوں میں سے ہیں جنہوں نے ان مسائل کو خالصتاً عقل پر پرکھا اور راستے سے بھٹک گئے۔

معارف القرآن کی تکمیل

مولانا اپنی تفسیر کو خود مکمل نہیں کر سکے۔ سورہ الصافات کے آگے سے مولانا کے فرزند ارجمند مولانا محمد مالک کاندھلوی نے مولانا محمد ادریس (شیخ الحدیث) کی ہدایت پر اس تفسیر کو مکمل کیا۔ (۱۳)

دیگر تفاسیر سے تقابلی جائزہ

تفسیر معارف القرآن کو اپنی معاصر تفاسیر میں جو ممتاز حیثیت حاصل ہے وہ درج ذیل امور کی وجہ سے ہے۔

۱۔ آیات اور سورتوں کے ربط بیان کرنے میں مولانا کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اردو مولانا ربط کے مسئلہ میں جس تفصیل اور تحقیق سے گفتگو کرتے ہیں وہ دوسری تفاسیر میں کم کم نظر آتی ہے۔ خصوصاً سورت کی آخری آیات کا اسی سورت کی ابتدائی آیات سے بہت لطیف ربط بیان کرتے ہیں۔ اور سورت کے دیگر مضامین سے بھی اس کو مربوط کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی تفسیر میں یہ احساس اجاگر ہوتا ہے کہ ہر سورت کی آخری آیات اس سورت میں بیان کردہ مضامین کا ایک خلاصہ اور نچوڑ پیش کیا جا رہا ہے۔

۲۔ مولانا کا زیادہ تعلق علم حدیث سے تھا وہ بنیادی طور پر ایک محدث تھے۔ علم حدیث کی تدریس و تصنیف میں آپ کی عمر گزری اور معارف القرآن آپ کی پوری زندگی کے مطالعہ اور تحقیق کا نچوڑ اور ثمرہ ہے۔ اس لئے تفسیر میں بھی آپ کا محدثانہ رنگ حدیث کو نقل کرنا اور پھر اس کی سند پر بحث کرنا نمایاں نظر آتا ہے۔ جب کہ یہ بات دوسری تفاسیر میں خصوصاً اردو تفاسیر میں کم نظر آتی ہے۔ بلکہ مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی نے حدیث سے کم ہی استدلال کیا ہے۔ مفتی شفیع صاحب کا رنگ فقیہانہ ہے۔ وہ صرف مسائل کے ضمن میں حدیث کا سہارا لیتے ہیں۔

۳۔ مولانا کی تمام تصنیفات میں فقیہانہ کے بجائے متکلمانہ رنگ نظر آتا ہے۔ اسلامی عقائد و نظریات پر مختلف انداز و اسلوب میں آپ کی تحریریں نمایاں نظر آتی ہیں۔ آپ نے ذات و صفات الٰہیہ پر بھرپور اور مدلل بحثیں کی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے سلسلہ میں آپ کی تحریر مضبوط و محکم دلائل پر مبنی ہوتی ہے۔ معراج کے جسمانی ہونے پر آپ نے جو دلائل دیئے ہیں آپ کے معاصرین نے ویسے مضبوط دلائل پیش نہیں کئے۔

۴۔ تفسیر کے ضمن میں بعض ایسے لطیف اور گہرے استنباطات بیان کئے ہیں کہ اتنی گہرائی میں عام طور پر نظر نہیں جاتی۔

۵۔ مولانا کی تفسیر اگرچہ اردو میں ہے لیکن اس کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مولانا عربی میں مضامین سوچتے ہیں پھر ان

کو اردو کے قالب میں ڈھالتے ہیں تو آپ کا انداز بیان ایسا ہوتا ہے کہ گویا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جارہا ہو۔ اسی وجہ سے بعض مقامات پر قاری عبارت میں گم ہو جاتا ہے۔

۶۔ مولانا نے جدید پیش آمدہ مسائل پر قلم نہیں اٹھایا جبکہ مفتی محمد شفیع اور مولانا مودودی نے جدید مسائل میں گفتگو کی ہے۔

۷۔ مولانا نے اپنے انداز و اسلوب سے متقدمین مفسرین کے انداز و اسلوب کو ایک مرتبہ پھر زندہ کیا ہے۔

۸۔ مولانا کی تفسیر سے علماء استفادہ کرتے ہیں۔ جب کہ عامۃ الناس مولانا مفتی شفیع عثمانی اور مولانا مودودی کی تفسیر سے استفادہ کرتے ہیں۔

۹۔ تصوف کی بعض لطیف ابحاث مولانا کی تفسیر میں ملتی ہیں۔ مولانا مودودی اور اصلاحی ان مضامین کو اہمیت نہیں دیتے۔ البتہ مفتی شفیع عثمانی کہیں کہیں بیان کرتے ہیں۔

۱۰۔ مولانا کو فارسی زبان سے بھی خاص شغف تھا اسی لئے ان کی تفسیر میں مرکزی سرخیاں اور عنوانات فارسی میں ہیں، جبکہ ذیلی سرخیاں اردو میں ہیں۔ اردو کی کسی تفسیر میں یہ بات نہیں ہے۔

حاشیہ

۱۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۱، مقدمہ۔

۲۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۱، مقدمہ۔

۳۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۱، صفحہ: ۱۹۹۔

۴۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۱، مقدمہ۔

۵۔ مولانا عبدالماجد کی یہ تفسیر تاج کمپنی نے شائع کی تھی۔ اب نایاب ہے۔

۶۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۲، البقرۃ: ۲۳۰ تا ۲۳۲۔

۷۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۳، آل عمران: ۷۔

۸۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۳، آل عمران: ۱۵۹۔

۹۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۲، النساء: ۱۱۵۔

۱۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت، دار ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۷، باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ، کتاب الایمان۔

۱۱۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۳، التوبہ: ۲۰۔

۱۲۔ ادریس کاندھلوی، مولانا، معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، جلد ۱، ص: ۹۲ تا ۹۷۔

۱۳۔ مالک محمد کاندھلوی، مولانا، تکملہ معارف القرآن لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ج ۱، پیش لفظ۔